از مولانا عبدالرشید ابن خواجہ نور بخش نقشبندی بھلن شریف

# احسان و تصوف کا مقصد و حقیقت

## حضرت مجدد الف ثانی اور دیگر اکابر کی نگاہ میں

تصوف و سلوک کا ایک اہم ترین مقصد حدیث میں مذکورہ "مرتبۂ احسان" کا حاصل کرنا ہے۔ اور اس کے حصول کے تصحیح عقائد کے بعد شرعی اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کرنے کی مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے۔

**حدیث** ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم ایسے وقت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید و صاف اور بال نہایت سیاہ تھے۔ اس شخص پر نہ تو کوئی سفر کا اثر محسوس ہوتا تھا کہ اس کو مسافر سمجھیں اور نہ ہی کوئی ہم میں سے اسے پہچانتا تھا۔ اس لئے کہ وہ مدینہ منورہ کے باشندے بھی نہ معلوم ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ نو وارد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر قریب ہو کر بیٹھ گئے کہ اپنے دونوں زانوں آپؐ کے زانوؤں سے ملا دیئے۔ اور اپنے دونوں ہاتھ آپؐ کے (یا اپنے) زانوؤں پر رکھ لیئے اور دریافت کیا:۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے بتایئے کہ "اسلام کیا ہے"؟

آپؐ نے فرمایا۔ کہ زبان سے اقرار کرو اور گواہی دو اس بات کی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور حضرت محمدؐ اللہ کے پیغمبر اور رسول ہیں۔ اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور بیت اللہ کا حج کرو، اگر بیت اللہ کے سفر کی استطاعت رکھتے ہو۔

یہ سن کر آنے والے نے کہا کہ آپؐ نے درست فرمایا ——— ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ سوال بھی کرتا ہے اور پھر تصدیق کی تائید بھی کرتا ہے (حالاں کہ سوال دلیل لاعلمی ہے اور تصدیق واقفیت اور علم سے ہوتی ہے) پھر پوچھا اچھا فرمایئے کہ "ایمان کیا ہے"؟ ——— آپؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم دل سے خدا کے خالق و معبود ہونے کو مانو۔ اور ایمان لاؤ اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر۔ اس کے رسولوں پر۔ قیامت کے

دن پر۔ اور ایمان لاؤ اس پر کہ ہر چیز خواہ خیر ہو یا شر۔ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور تقدیر سے ہے۔

نو وارد نے یہ سن کر کہا کہ آپ نے درست فرمایا ——— اس پر ہم کو تعجب ہوا کہ یہ شخص آپؐ سے سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے یہ پوچھا کہ اچھا بتائیے کہ "احسان" (عبادت کی خوب صورتی اور کمال کیا ہے؟

آپؐ نے جواب دیا اَنْ تَعْبُدُ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ تم عبادت کرو اس خشوع وخضوع کے ساتھ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اپنی آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو یقیناً اللہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس پر سائل نے کہا کہ فرمایئے "قیامت کب آئے گی؟

آپؐ نے فرمایا کہ جس سے قیامت کا سوال کیا گیا ہے۔ وہ اس امر کا سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا ——— تو اس نے پھر کہا پھر اس کی علامات ہی بتا دیجئے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی علامتیں یہ ہیں کہ باندیاں اپنے آقا یا اپنی مائیں جنیں۔ اور تم پیادہ پا ننگے جسم رہنے والوں محتاج و مفلس بکریوں کے چرواہوں کو دیکھو کہ بڑے اونچے محلات میں غرور و تکبر کے ساتھ دست درازی کرتے یا تفاخر کرتے ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد وہ نو وارد سائل چلا گیا۔ میں کچھ دیر بیٹھا رہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمرؓ جانتے بھی ہو کہ یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جاننے والا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ جبریلؑ تھے۔ تمہارے سامنے اس لئے آئے تھے کہ تم کو تمہارا دین سکھائیں (کیونکہ سوال پر میں جواب دوں گا وہ دین و شریعت ہو گا۔ اس لئے سوال سبب بن جاویں گے سیکھنے کا)

ف۔ احسان کے بارے میں حضرت حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جواب میں دو حالتوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ایک یہ کہ باطنی انوار و قلبی صفائی کے ساتھ مشاہدۂ حق اس طرح پر غالب ہو کہ گویا حق تعالیٰ اس پر مطلع ہے اور اس کے ہر عمل کو دیکھتا ہے۔ یہ دونوں حالتیں خداوند عالم کی معرفت اور خشیت کا نتیجہ اور ثمرہ ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت اس عالم میں بصارت (ظاہری آنکھوں) سے تو محال ہے، مگر سالک راہ کو بصیرت سے رویت حاصل ہوتی ہے کہ قلب پر حق تعالیٰ کی تجلی خاص منکشف ہو۔ جس کا نام صوفیائے کرام کے ہاں مشاہدہ ہے۔ حقیقی رویت جو جنت میں ہو گی اس کو" کانک تراہ"۔ کاف "تشبیہ کے ساتھ فرمایا گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے" بانک "نہیں فرمایا۔ یہ اعلیٰ مرتبہ ہے۔ دوسرا مرتبہ اس سے نازل ہے جس کو صوفیائے کرام "مراقبہ" کہتے ہیں یعنی یہ تصور ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے عمل اور حال کا نگراں و رقیب ہے (از ترجمہ تجرید صحیح مسلم)

حضرت سیدنا و مرشدنا شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اس نقشبندیہ طریقہ کے لئے دوام حضور و دوام آگاہی ہے۔ اور عقیدے صحیح اہل سنت و جماعت کے مطابق رکھتے ہیں۔ اور سنت مطہرہ کا اتباع کرنا ہے۔ جو شخص ان تین امور میں سے کسی ایک امر کا پابند نہیں ہے وہ ہمارے طریقہ سے نکل جاتا ہے۔

اس حالت کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے طبقہ میں "احسان" کہتے ہیں۔ اور حضرات صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسے "شہود و مشاہدہ و یادداشت و عین الیقین" کہتے ہیں۔ (ایضاح الطریقہ صـ۲۶)

نیز آپ نے فرمایا کہ " درویشی با خدا رہنے میں ہے۔ اس میں حسن اخلاق اور شریعت کی پیروی لازمی امور ہیں۔ دل کو غیر اللہ کے خیالات سے خالی رکھا جائے۔ بندے کا ظاہر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے آراستہ ہو۔ دوام حضور جسے "مرتبہ احسان" کہتے ہیں باطن کے لئے لازم جانیں۔ (از مکتوب ۸۵)

نیز آپ نے فرمایا کہ حضرات صوفیائے کرام کے طریقہ پر چلنے کا مقصد یہ ہے۔

۱۔ حضرات سلف صالحین کے صحیح عقیدوں کے مطابق عقیدے درست ہو جائیں۔ اور ان عقیدوں میں قوت حاصل ہو

۲۔ قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ کے احکام کے مطابق اعمال بجا لانے کی توفیق میسر ہو۔ یعنی شرعی اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے بچنا میسر ہو۔

۳۔ اخلاق حسنہ صبر، قناعت اور توکل حاصل ہوں۔ اور مقامات سلوک میں سے بھی کچھ ہاتھ آ جائے۔

۴۔ (۴) احوال باطنی دائمی توجہ الی اللہ اور حضور، جو "مرتبہ احسان" ہے، حاصل ہوں تاکہ دین کامل ہو جائے۔

۵۔ سب بدعات اور سب شرعی ممنوعات سے اجتناب میسر ہو تاکہ دین تباہ نہ ہو جائے۔ (از مکتوب ۱)

اس ضمن میں حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نصیحت فرماتے ہیں۔ کہ اے سعادت مند

ول ہم پر اور آپ پر جو چیز لازم ہے وہ اپنے عقائد کو کتاب (قرآن مجید) اور سنت (حدیث شریف) کے مطابق اس طرح صحیح کرنا ہے جس طرح علمائے حق نے ان صحیح عقائد کو کتاب و سنت سے اخذ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کوششوں کو قبول فرمائے (یاد رہے کہ ہمارا اور آپ کا کتاب و سنت سے سمجھنا۔ اگر ان بزرگوں کے فہم کے مطابق نہ ہو تو وہ اعتبار سے گرا ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر "مبتدع و ضال" (بدعتی اور گمراہ) اپنے باطل احکام کو کتاب و سنت سے ہی لیا ہوا سمجھتا ہے اور وہاں سے اخذ کرتا ہے۔ ان کا یہ حال ہمیں حق سے مستغنی نہیں کر سکتا۔

دوم۔ شرعی احکام کا علم۔ حلال و حرام اور فرض و واجب کے بارے میں حاصل کرنا چاہیئے۔

سوم۔ اس علم کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

چہارم۔ تزکیہ و تصفیہ کا جو طریقہ حضرات صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسے اختیار کرنا چاہیئے۔

جب تک عقائد کو صحیح نہ کیا جائے تب تک شرعی احکام کا علم فائدہ نہیں دیتا۔ اور جب تک یہ تینوں چیزیں (عقائد کا صحیح ہونا۔ شریعت کا علم حاصل ہونا اور علم پر عمل کرنا) میسر نہ ہوں۔ تب تک "تزکیہ و تصفیہ" محال ہے۔

(از مکتوب دفتر اول)

نیز آپ نے فرمایا کہ ان اعتقادی و عملی دو بازوؤں کے حاصل کرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق نے رہنمائی فرمائی تو طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے مطابق سلوک طے کرے۔ اور یہ اس غرض سے نہ ہو کہ شرعی اعتقاد اور شریعت پر عمل کرنے سے بڑھ کر کوئی اور چیز حاصل ہو۔ اور کوئی نئی بات ہاتھ آ جائے۔ بلکہ سلوک کا مقصد یہ ہے کہ معتقدات کے ساتھ ایسی یقینی اور اطمینانی نسبت حاصل ہو جائے جو کسی شک ڈالی اور شک میں ڈالنے والی چیز سے ہرگز زائل نہ ہو۔ اور شرعی اعمال کی بجا آوری میں آسانی اور سہولت حاصل کی جائے۔ اور سرکشی اور سستی جو نفس امارہ سے پیدا ہوتی ہے وہ ختم ہو جائے۔ شرعی احکام کی بجا آوری میں شوق اور چستی پیدا ہو۔ نیز صوفیائے کرام کے طریقہ پر سلوک کا مقصد یہ نہیں ہے کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ کیا جائے۔ اور الوان (رنگوں) اور انوار کا معائنہ کریں جیسی صورتیں و شکلیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ ان سے کونسا نقصان ہوتا ہے۔ جو ان کو چھوڑ کر ریاضتوں اور مجاہدوں سے غیبی صورتیں و انوار دیکھنے کی تمنا کی جائے۔ یہ صورتیں اور وہ صورتیں یہ انوار اور وہ انوار سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں (از مکتوب ۲۶۶۔ دفتر اول)

حضرت سیدنا و مرشدنا علی عزیزاں رامیتنی رح نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ:

"تصوف کا مقصد روح کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا ہے۔ صوفیا کی چکنی چپڑی باتوں میں مشغول ہونا مقصود نہیں۔ نیز فرمایا تصوف "تو توڑ" اور "جوڑ" ہے۔ یعنی دل کا تعلق غیر اللہ سے توڑنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا ہے"

اور یہی حقیقت حضرت سیدنا و مرشدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول مبارک سے ظاہر ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ صوفی گودڑی پہننے، سجادہ رکھنے اور رسوم اور عادات کو اپنانے سے نہیں بنتا۔ بلکہ صوفی وہ ہے جو ان چیزوں کا پابند نہ ہو۔ بلکہ شریعت کی راہ پہ گامزن ہو۔

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایک طالب کو تحریر فرمایا ہے کہ قلبی ذکر جس کی آپ کو اجازت دی گئی ہے۔ وہ بھی شرعی احکام کے بجا لانے میں قوت دینے والا ہے۔ اور نفس امارہ کی سرکشی کو دور کرنے والا ہے۔ (از مکتوب ۲۶۵۔ دفتر اول)

حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ محمد عثمان قدس سرہ کا ارشاد گرامی ہے کہ آج کل کے زمانہ میں لوگ کشف و کرامت کے طالب ہیں اور انہوں نے فقیری کو کشف و کرامت پر ہی منحصر رکھا ہے۔ اس لئے وہ مقصود سے بہت دور نکل گئے ہیں۔ حالاں کہ فقیری تو "مرتبہ احسان" کا حاصل کرنا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے



باقی صفحہ ۴۶ پر